قسط (۱)

مفتی السید محمد مظہر اسعدی*

حضرت السید اسعد مدنیؒ

شخصیت و خدمات

سنت اللہ یہی ہے کہ کتاب اللہ وسنتِ رسول اللہ ﷺ کی ترویج و اشاعت اور نفاذِ اسلام کا کام اللہ نے ہمیشہ اپنے مقبول بندوں سے لیا۔ روزِ اول سے لوگوں کی ہدایت اور ظالم و جابر قوتوں سے ٹکرانے کیلئے انبیاء رسل کی آمدورفت کا سلسلہ رہا۔ یہاں تک کہ آپ خاتم الانبیا ﷺ تشریف لائے۔ اللہ نے آپ کو دین کامل اکمل عطا فرمایا اور غلبہ اسلام ہوا۔ آپ ﷺ کے بعد اللہ رب العزت نے نبوت والے کام کو آپؐ کی امت کے علماء ربانی کے مقدر میں کر دیا۔ کیونکہ آپؐ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔

علماء ربانی اس آیت مبارکہ "عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا" کے مصداق ہوتے ہیں اور ان حضرات کا سایہ عاطفت خلقِ خدا کے لئے باعث رحمت ہوتا ہے جیسے سرزمین ہند میں صدیوں پہلے سکھوں اور مشرکوں کے نظامِ ظلم کا دور دورہ تھا۔ انسانیت ضلالت و گمراہی کے سیلاب میں بہہ رہی تھی۔

ہند میں حضرت خواجہ اجمیریؒ کی آمد! اللہ رب العزت نے اس وقت حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ اور ان کے فیض یافتہ علماء سے دعوت دین کا کام لیا۔ ان کے اخلاق عالیہ اور مجاہدانہ کردار سے لاکھوں افراد مشرف بہ اسلام ہوئے۔ کچھ صدیوں کے بعد جب اس سرزمین پر تجارت کے نام سے انگریز عیار قابض ہوا تو وقت کے مسلم حکمرانوں کی غفلت و بے حسی کو دور کرنے کے لئے اور عوام کو باشعور بنانے کے لئے اللہ نے مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ کو اس کام کے لئے منتخب فرمایا۔

حضرت مجدد الف ثانی کی محنت! حضرت سرہندیؒ کی جماعت نے عوام سے لے کر شاہی ایوانوں کے ذمہ داروں تک کی نظریاتی، فکری اور عملی زندگی کی تربیت فرمائی۔ جس کے نتیجہ میں دربارِ شاہی سے عظیم مجاہد اورنگ زیب عالمگیر پیدا ہوا۔ اور عوام میں سے سینکڑوں علمائے حقہ پیدا ہوئے۔ بالخصوص ان کے طریقہ تربیت اور تعلیمات کے امین و وارث حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ نے دلی کے علاقہ میں "مدرسہ رحیمیہ" کی شکل میں عظیم علمی و روحانی مرکز قائم کیا۔

---

* مہتمم جامعہ سیدنا اسعد بن زرارہؓ بہاولپور

امام الحکمت اوران کی جماعت! آپ کے بعد آپ کے عظیم فرزند امام الحکمت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے اس ادارہ کو شریعت نبویؐ کے مطابق چلایا۔ آپ ہی کی شخصیت نے امت مسلمہ کی ہر محاذ پر رہنمائی فرمائی۔ بالخصوص علم حدیث کی اشاعت اور دین اسلام کو بطور نظام کے متعارف کرایا۔ آپ نے ہی آنے والے انقلابات کے اسباب و عوامل سے مسلمانوں کو آگاہ کیا۔ امام الحکمت کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ کام آپ کے جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ سے لیا۔ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ نے اپنے لائق و فائق حقیقی بھائیوں کے تعاون سے انگریز کی ظالمانہ وجابرانہ کارروائیوں سے نپٹنے کے لئے ہندوستان کو ''دارالحرب'' قرار دیا۔

اپنے والدِ گرامی کی تحریری وتقریری محنت کو منظم و مدون کر کے تربیت یافتہ نظریاتی وفکری زندگیوں کو سامراجی طاغوتی طاقتوں کے خلاف بصورت تحریک جہاد نبرد آزما کر دیا۔

اس تحریک کی قیادت و سیادت دینِ اسلام کے عظیم روحانی پیشوا حضرت سید احمد شہیدؒ نے فرمائی۔ جبکہ امامت آپ کے تربیت یافتہ خاص اور حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کے حقیقی بھتیجے حضرت شاہ اسماعیل شہیدؒ نے کی۔

ان علماء حقہ ومجاہدین اسلام نے اپنے وطن آزادی اور غلبہ اسلام کے لئے اپنی قیمت جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔

سرزمین دیوبند کی قبولیت: ان کے بعد بظاہر علماء ربانین کا وجود بہت قلیل ہوگیا۔ عامۃ الناس کو ظالم کی قوت کا عروج نظر آیا ایسے قحط الرجال کے زمانہ میں اللہ رب العزت نے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ اور قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے دعوت الی اللہ اور غلبہ اسلام کا کام بصورت تحریک ''دارالعلوم دیوبند'' لیا۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں بزرگوں کی تربیت ومجاہدانہ کردار کی سرپرستی سید الطائفہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے کروائی۔

مقام شیخ الہندؒ: ان کی محنت اور رہمہ قسم قربانیوں کو اللہ نے وہ شرف قبولیت بخشا کہ مذکورہ تینوں بزرگوں کی آغوش تعلیم وتربیت سے اس وطن کو انگریز شاطر کے آہنی پنجے سے آزاد کرانے اور مظلوم لوگوں کی دینی، علمی، اخلاقی، روحانی، معاشرتی اور سماجی تربیت کے لئے دنیائے اسلام کے نامور فرزند، عالم ربانی اور مجاہد عظیم محمود حسن دیوبندی کو پیدا کیا۔ جن کو دنیا ''شیخ الہند'' کے نام سے جانتی وپہچانتی ہے۔

حضرت شیخ الہندؒ کے مجاہدانہ کردار اور تعلیم وتربیت کے ماحول، آپ کی ذہانت وذکاوت اور آپ کے لائق و عظیم شاگردوں کو دیکھ کر معاصرین زمانہ آپ کو ''ابوحنیفہ ثانی'' کہنے پر مجبور ہوگئے۔

جہاں ایک طرف آپ کے حلقہ تعلیم وتربیت سے محدث، فقیہ کامل صوفیاء مجاہدین اسلام اور عظیم دانشور پیدا ہوئے۔ جیسے حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ حضرت مفتی کفایت اللہؒ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ شیخ العرب والعجم حضرت سید حسن احمد مدنیؒ، شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد

عثمانیؒ اور بانی تبلیغی جماعت حضرت مولانا محمد الیاس دہلویؒ امام الہند حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ۔

وہاں دوسری طرف آپ کے مجاہدانہ کردار سے ظالم و جابر انگریزی قوت اتنی کمزور ہوگئی کہ انگریزی حکومت کے ڈکٹیٹر ہندوستان کو آزاد کرنے پر مجبور ہو گئے۔ ایسے نازک حالات اور حساس زمانہ میں حضرت شیخ الاہندؒ کی زندگی نے وفا نہ کی۔ آپ اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو چل دیئے۔

الامام المجاہد فی سبیل اللہ جانشین شیخ الہندؒ: ان کے بعد حق جل مجدہ نے آپ کی جانشینی جیسے عظیم منصب اور آپ کے مشن کی تکمیل آپ کے شاگردوں میں سے جس جلیل القدر شاگرد کو چنا۔ اس کے بارے میں آپ اپنی زندگی میں ہی فرما چکے تھے کہ ''وہ میرے قلب وجگر کی دھڑکن کی مانند ہے۔'' اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قلب وجگر کو جسم میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور رئیس الاعضاء کا مقام حاصل ہے۔

اللہ کریم نے حضرت شیخ الہند کی فرمائی ہوئی تشبیہ کے مطابق حضرت اقدس شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو آپ کی جانشینی کے لئے منتخب کیا۔

اس انتخاب کی توصیف کا اظہار اللہ تعالیٰ نے آپ کے معاصرین زمانہ امتِ مسلمہ کے علماء کرام سے بھی کرلیا یہی وجہ ہے کہ آپ کو متفق علیہ ''جانشین شیخ الہند'' کہا جاتا ہے۔

جس عظیم مشن کے فکر کی بنیاد حضرت مجدد الف ثانی اور امام الحکمت شاہ ولی اللہ نے رکھی اور جس تحریک کا عملاً آغاز حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے کیا' جس مشن کے لئے ہزاروں نفوسِ قدسیہ شہید ہوئے۔ اس کی تکمیل اللہ نے حضرت اقدس شیخ الاسلامؒ کے زمانہ میں کروادی۔

انگریز ظالم و جابر آپ کے زمانہ میں ہی ہندوستان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ تواضع و بے نفسی کے کوہِ گراں حضرت سید مدنیؒ نے تقسیم ہند کے بعد مجبور و مظلوم ومحروم و بے سہارا مسلمان (جو تقسیم ملک کی وجہ سے ہر طرح کی اپنی اجتماعی قوت کھو چکا تھا) کی کفالت وسرپرستی اس طرح فرمائی جس طرح کہ حقیقی والد اپنی حقیقی اولاد کے لئے فکر مند ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ آپ اس فکر وغم والم میں 1957 میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔

انتخاب جانشین شیخ الاسلام: آپ کے بعد سرزمین ہند کے عظیم محدث' شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ نے آپ کے عظیم ولائق وفائق بڑے فرزند حضرت مولانا السید اسعد مدنی کو آپ کے بیسیوں خلفاء کے باہمی مشورہ واتفاق رائے سے آپ کا جانشین قرار دیا۔

خطاب ''فدائے ملت'' کا پس منظر! اس جانشین کی شخصیت ایسے شجر سایہ دار کی سی تھی جو ساری امت کے لئے رحمت تھی بلاشبہ جہاں وہ امتِ مسلمہ کے لئے شیخ طریقت اور رہبر شریعت تھے تو وہاں ایسے عالمی مسلم رہنما تھے جو زندگی کے ہر شعبے میں پوری امت کی رہنمائی فرماتے رہے آپ مجاہدانہ عزم وحوصلہ رکھنے والے عوامی قائد بھی تھے اپنی

جان کو خطرات میں ڈال کر خدمت خلق ان کا شیوہ تھا۔

آپ کے اسی کردار کی عظمت کی وجہ سے ہندوستانی مسلمان آپکو ''فدائے ملت'' کے لقب سے پہنچانتا ہے۔

حضرت امیر الہندؒ میں بحمد اللہ جہاں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ کی حریت فکر تھی وہاں شیخ الاسلام حضرت سید حسین احمد مدنیؒ کا زہد و تقویٰ بھی تھا' مفتی اعظم مفتی کفایت اللہؒ کی دوراندیشی بھی تھی مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمانؒ کی مجاہدانہ شان بھی تھی' تاہم ان خوبیوں کے ساتھ خالق کائنات نے موصوف کی نہایت منکسر المزاج اور متواضع رہنما کی صفات سے بھی متصف فرمایا تھا۔ ان اوصافِ جمیلہ سے متصف ہونے کی وجہ سے وہ لوگوں سے بڑی انکساری اور کھلے دل و دماغ سے پیش آتے تھے۔

حضرت امیر الہند اکابر کے جامع کردار کے وارث اور ان کے کارناموں کے امین تھے۔ ہندوستان و بیرون ہندوستان ان کی خدماتِ جلیلہ کے نقوش کچھ اس طرح سے ثبت ہیں کہ مخالفین و حاسدین اور دشمنانِ اسلام کی ریشہ دوانیاں بھی ان کو نہیں مٹا سکیں۔

امیرِ ہندؒ کا اجمالی تعارف: آپ کی ان عظیم خدمات' مجاہدانہ کارناموں اور قومی و ملی و سماجی قربانیوں کی وجہ سے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جانشین شیخ الہند کے عظیم فرزند کا تعارف اور ملی و سماجی خدمات جلیلہ کا اجمالی تذکرہ ''پیروی کرو اس شخص کے راستے کی جس نے میری طرف رجوع کیا'' کے ارشادِ خداوندی کے تحت ملک و ملت کے ہر فرد کی فکر و نظر کو جلا بخشنے کیلئے کریں۔

تاریخ پیدائش: ۶ ذیقعدہ ۱۳۴۶ھ بمطابق ۲۷ / اپریل ۱۹۲۸ء اپریل

مقام ولادت: بچھراؤں مضافات دیوبند' ضلع سہارنپور

اسمِ گرامی: آپ کا نام والد ماجدؒ نے ''اسعد'' رکھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ مدینہ منورہ کے معلم اول' صحابی رسول ﷺ سیدنا اسعد بن زرارہؓ کے نام کی نسبت سے یہ نام رکھا گیا۔

تعلیم تربیت: بچپن میں ہی آپ کی والدہ محترمہ کا انتقال ہوگیا تھا۔ حضرت شیخ مدنیؒ کو ظالم حکومت نے جیل بھیج دیا تھا' ظاہر ہے کہ والدہ ماجدہ کا سایہ سر سے اٹھ جانا معمولی بات نہیں تھی۔ پھر والد بزرگوار کا اسیر ہوجانا مزید برآں حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنے مرید خاص وابتدائی مدرسہ کے استاذ قاری اصغر علیؒ کو لکھا کہ ''اسعد کی والدہ اور والد آپ ہی ہیں' اوپر خدا ہے اس کے سپرد کرتا ہوں نہ کوئی بڑی بہن ہے اور نہ کوئی بھائی۔''

فدائے ملت کے استاد اول اور حضرت شیخ الاسلامؒ کا تعلق: حضرت قاری اصغر علی مرحوم و مغفور کو حضرت مدنی سے بے پناہ تعلق تھا۔ یہاں تک کہ بیماری میں عام طور پر لوگ خانقاہ سے گھر کو جایا کرتے اور حضرت قاری صاحبؒ بیماری میں گھر سے دیوبند آیا کرتے تھے۔ قاری صاحب کی طبیعت میں غصہ بہت تھا' لیکن مدنی منزل خانقاہ مدنیہ میں

رہتے رہتے اور حضرت مدنی کی خدمت کرنے سے بہت نرمی اختیار کرنے لگے تھے۔ حضرت سید مدنی سمجھایا کرتا تھے کہ قاری صاحب کمال یہ ہے کہ حسن اخلاق سے لوگوں کو اپنا بنائیں نہ کہ بری عادت کا ثبوت دے کر لوگوں کو بھگائیں۔

قاری صاحب فرمایا کرتے تھے خدا حضرت شیخ کے مراتب میں ترقی دے مجھے آپ کی ذاتِ گرامی سے بہت فائدہ پہنچا۔ حضرت قاری اصغر علیؒ اور حضرت شیخ الاسلامؒ کے مابین جو تعلق تھا وہ غیر مسلک تھا۔ اڑتیس سال تک حضرت قاری صاحبؒ نے حضرتِ اقدس سید مدنی کے آستانہ پر خدمت انجام دی۔ اس دوران کبھی کسی کو آپ کی نیت پر عدمِ اطمینان تو درکنار شبہ بھی نہیں ہوا۔ اس بات سے دارالعلوم کے اربابِ حل وعقد سمیت تمام متعلقین اور حضرت اقدس مدنیؒ سے تعلق رکھنے والے سبھی حضرات خوب واقف ہیں۔

حضرت قاری اصغر علیؒ کا اندازِ تربیت: امیر الہند حضرت مولانا السید اسعد مدنی جب ایام طفولیت میں تھے تو تربیت کے لئے صرف ایک ذات قاری اصغر علیؒ کی تھی۔ قاری صاحبؒ حضرت امیر الہند کو اپنے پاس ماں کی طرح لے کر بیٹھتے تھے اور ماں کی طرح ہی ضروریات طبیعہ کا خیال رکھتے تھے اور قاری صاحب کبھی بھی اس خدمت سے تنگ دل نہ ہوئے۔ ظاہر ہے کہ اس خدمت کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلامؒ کا اعتماد و بھروسہ بڑھتا ہی گیا۔ بچپن سے لے کر طالب علمی کے زمانہ تک قاری صاحبؒ نے ہی تربیت فرمائی۔

حضرت اقدس امیر الہندؒ بھی ادب و احترام اور تعمیل ارشاد اسی طرح سے کیا کرتے تھے جیسے کرنا چاہیے تھا۔ حضرت قاری صاحبؒ فرمایا کرتے تھے۔ ''اسعد سے آج بھی مجھے ایسی محبت ہے جیسے اولاد سے ہوا کرتی ہے۔ بچپن میں مارتا بھی تھا اور پیار بھی کرتا تھا۔ جوان ہونے کے بعد بوقتِ ضرورت ڈانٹتا ہوں۔ تو اسعد اپنے حیاء کامل کی وجہ سے نظر نیچی کر لیتا ہے۔''

تعلیم قرآن اور ابتدائی کتب عربی آپ نے حضرت قاری اصغر علی مرحوم سے ہی پڑھیں۔ بقیہ تعلیم دورہ حدیث تک علم وحکمت کے مخزن دارالعلوم دیوبند میں ۱۹۴۹ء میں مکمل کی۔

آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام:

دورہ حدیث: والدِ گرامی حضرت اقدس سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ
حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاویؒ

تدریس: آپ اپنی مادر علمی میں ہی فراغت کے بعد تقریباً چھ سال متوسط درجات کے کامیاب مدرس رہے

امیر ہند کی سیاسی زندگی کا آغاز: حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ، مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہارویؒ کی وفات حسرت آیات سے جمعیت علمائے اہند اور مسلمانان عالم میں جو خلاء پیدا ہوا تھا اس کو حضرت مولانا السید اسعد مدنی نے اپنے تقویٰ ومجاہدانہ کردار سے اس طرح پُر کیا کہ جب ۱۹۶۳ء میں جمعیت علمائے ہند

کے ناظم عمومی بنائے گئے تو پورے ملک میں جمعیت کی شاخوں کا جال بچھا دیا' اس کے تمام شعبوں کو اتنا جاندار اور فعال بنا دیا کہ جمعیت کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی' حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت مجاہد ملت کے بعد لگتا تھا کہ اکابر کا لگایا ہوا یہ پودا مرجھا جائے گا لیکن حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے نہ صرف یہ کہ اس پودے کو اپنے خون جگر سے سینچا بلکہ تناور درخت بنا دیا۔ مجاہد ملت مولانا حفظ الرحمان ہندوستانی پارلیمنٹ کا الیکشن اس لئے لڑتے تھے کہ ایوان حکومت میں مسلمانوں کی ترجمانی کر سکیں۔ ان کے انتقال پُر ملال کے بعد پارلیمنٹ میں مسلمانوں کی ترجمانی کرنے والا کوئی نہ رہا۔

۱۹۶ اء میں فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے ہندوستانی پارلیمنٹ (راجیا سبھا) کی رکنیت قبول فرمائی۔

تاریخ شاہد ہے کہ ایوان حکومت حضرت موصوف کی وجہ سے حق وصداقت کی آواز سے کس طرح گونجتا رہا۔ وہ فرقہ وارانہ فسادات کا مسلہ ہو یا مسلم پرسنل لاء کے تحفظ کی تحریک ہو یا بابری مسجد کا قضیہ نامرضیہ ہو' ہر مسئلہ پر حضرت موصوف دوٹوک رائے کا اظہار کرنے سے نہیں گھبراتے تھے۔

حضرت مولانا سید اسعد مدنی مدظلہ نے اسلاف کے سچا جانشین اور اکابر کے ورثے کے رہنما ہونے کے ناطے جمعیت علمائے ہند کے وقار اور اس کے اثرات میں ہی اضافہ ہی نہیں کیا بلکہ اس کے وسائل و ذرائع میں بھی اتنا اضافہ کیا کہ کسی ناگہانی آفت کے آجانے پر چندہ وصول ہونے سے پہلے ہی جمعیت علمائے ہند بروقت متاثرین کی خدمت انجام دے دیتی ہے۔

<u>امیر ہند کی وسعت ظرفی:</u> اتنے اوصاف سے متصف اور اکابر کے عظیم ورثہ کے رہنما ہونے کے باوجود اس حالت میں کہ جمعیت علمائے ہند اور مولانا سید اسعد مدنی لازم وملزوم یا یک جان دو قالب تھے حضرت موصوف کا مزاج غیر معمولی طور پر شورائی تھا جمعیت کے تمام فیصلے مجلس عاملہ کے اراکین محترم کے صلاح ومشورہ سے ہوتے تھے اور مجلس عاملہ کے اجلاسوں میں بعض اوقات حضرت والا کی آراء سے اختلاف بھی کیا جاتا تھا مگر اس اختلاف رائے کے باوجود تمام فیصلے اتفاق رائے یا کثرت رائے سے کئے جاتے تھے۔

<u>امیر ہندؒ میں قومی وملی خدمت کا جذبہ:</u> آپ بحمد للہ اپنے والد گرامی حضرت شیخ الاسلامؒ کے سچے جانشین تھے اس لئے ملی امور یا مسلمانوں کے مسائل میں کبھی مصلحت کوشی سے کام نہیں لیتے تھے۔ اس خصوصیت کی وجہ سے وہ ملک بھر کی تمام سیاسی پارٹیوں میں عزت واحترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ پورے ملک میں حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ کی شخصیت ہی تھی جو فرقہ پرستی کے خلاف ملک کی تمام سیکولر پارٹیوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر سکتی تھی۔

حضرت مولانا السید اسعد مدنیؒ کو قدرت نے تعمیری ذہن بخشا تھا اس لئے ان کو تعمیرات سے بھی خصوصی شغف تھا۔ مدنی ہال کی شاندار عمارت اور مسجد عید النبی کے اطراف کی خوبصورت عمارتیں ان کے اس ذوق کا مظہر۔

جمعیت علمائے ہند فرقہ وارانہ فسادات کے متاثرین کی امداد وآبادکاری کا کام اگرچہ پہلے بھی کرتی رہی ہے

لیکن فدائے ملت حضرت السید اسعد مدنیؒ کے دورِ امارت میں جتنے بڑے پیمانے پر یہ کام جاری ہوا اس کی مثال بھی جمعیت کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

امیر ہند کی خدمات جلیلہ کا اجمالی تذکرہ:

تقسیم ہند کے ہولناک نتائج سے امت مسلمہ پر جو قیامت ٹوٹی' وہ ہر کس و ناکس پر عیاں ہے۔ تقسیم ہند کے تاریک ایام میں ہندوستانی مسلمانوں کو جن بڑے مسائل سے دوچار ہونا پڑا ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱۔ فسادات کی روک تھام اور مظلومین کی امداد ۲۔ مسئلہ آسام ۳۔ مسئلہ کشمیر
۴۔ مسلم اوقاف کی حفاظت۔ ۵۔ اردو کا تحفظ اور اس کی بقاء ۶۔ عالم اسلام سے ملت کا واسطہ
۷۔ بابری مسجد ۸۔ علمی پروگرام امداد و وظائف ۹۔ مسلم یونیورسٹی کا تحفظ ۱۰۔ مسئلہ ارتداد
۱۱۔ مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام' ۱۲۔ مسلم پرسنل لاء ۱۳۔ تحفظ حرمین شریفین وغیرہ وغیرہ

تقسیم وطن سے ہندوستان میں جو فرقہ پرستی کا زہر گھولا گیا تھا اس کا تدارک ممکن ہی نہ تھا۔ اگر یہاں حضرتِ اقدس مولنا سید حسین احمد مدنیؒ' امام الہند مولانا ابوالکلام آزادؒ 'مفتی کفایت اللہؒ ' حضرت مولانا احمد سعیدؒ مولانا حبیب الرحمان لدھیانویؒ اور مولانا حفظ الرحمانؒ جیسی بلند قامت شخصیات نہ ہوتیں۔

ایک طرف تاریخ اس حقیت پر گواہ ہے کہ لوگ جب بھی اس خالق کے بنائے ہوئے طریقہ پر چلتے ہیں تو کامیابیاں اور کامرانیاں قطاریں باندھے ایسے لوگوں کی قدم بوسی کے لئے ترستی ہیں۔

دوسری طرف تاریخ نے یہ بات بھی واضح کردی کہ اگر اس کے برعکس اس طریق کار سے ہٹ کر یا کسی اور طریق کار پر قوموں نے اپنی تعمیر کی ہے تو نا صرف یہ کہ کوتاہیوں اور ناکامیوں کا منہ انہیں دیکھنا پڑا بلکہ وہ خود دوسری قوموں کے لئے ایک بدترین مثال بن کر رہ گئیں۔ اور لعنت و رسوائی نے ان کے چہروں کو داغدار کردیا۔

ہندوستانی مسلمانوں کی حالتِ زار پر تعجب نہ ہوتا اگر ان کے پاس خدا کا پیغام اور نظام زندگی نہ ہوتا۔

امیر ہند کی حکمت عملی: قرآن حکیم اور نبی کریم ﷺ نے ہمارے لئے یقیناً کامیابی کا ایسا نمونہ چھوڑے۔ جس کی مثال کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ چنانچہ انہیں احساسات کے پیش نظر جگر گوشہ شیخ الاسلامؒ حضرت السید اسعد مدنیؒ کی اولوالعزم اور بلند نظر شخصیت نے عزم مصمم کیا۔ تقسیم ہند کے بعد مذکورہ تمام مسائل کا حل اور یہاں کے مسلمانوں میں احساس بیداری کے ساتھ کمزوروں اور غریبوں کی مدد کرنے اور ایک دوسرے کو نفع پہنچانے کی وہ تمام صورتیں مہیا کیں جس کو اسلام اور پیغمبر ﷺ نے پیش فرما کر رہنمائی فرمائی تھی۔

مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام کا پس منظر: حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی کی زندگی میں ہی ۱۹۴۰ء میں آپ ہی کے ایماء اور تحریک پر ٹانڈہ بادلی ضلع رام پور کے چند دردمند لوگوں نے سادہ اور پُرخلوص

انداز میں ایک ایسا اقتصادی فنڈ قائم کیا۔ جو بلاسودی اسلامی بینکاری کا حامل تھا۔ یہ وہ نقش اول تھا جو حضرت مدنی نے اپنی زندگی میں مسلمانوں کی اقتصادی بدحالی کو دور کرنے کے لئے عملی طور پر پیش کر دیا تھا۔

حضرت فدائے ملت، امیر الہندؒ نے حضرت اقدس شیخ الاسلامؒ کے بتائے ہوئے طریقوں سے تمام پہلوؤں کا بھرپور جائزہ لیا۔ مذکورہ اہم مسائل میں سب سے پہلے مسلمانوں کی اقتصادی بحالی کے پروگرام کا آغاز کیا، تاکہ مسلم معاشرہ کی اقتصادی بدحالی کو دور کیا جائے اور سود جیسی دشمن دین شے سے نجات دلانے کے لئے شریعت اور اسلامی اصولوں کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔ چنانچہ جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید اسعد مدنیؒ نے سب سے پہلے اس تخیل کو اپنے رفیق خاص محترم مولانا شمیم احمد صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کے سامنے رکھا۔ دونوں حضرات کے مشورے سے طے ہوا کہ دیوبند کے ذمہ دار مسلمانوں کی ایک مجلس بلائی جائے۔ چنانچہ حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ سے دارالحدیث دارالعلوم میں انعقاد جلسہ کی اجازت لے کر ۱۱ ستمبر ۱۹۶۱ء کو بعد نمازِ عشاء دیوبند کے مخلص، باعمل اور ملی جذبہ رکھنے والے افراد کا ایک نمائندہ اجلاس حضرت قاری صاحبؒ کی صدارت میں منعقد ہوا۔

فدائے ملت، امیر الہند حضرت مولانا السید اسعد مدنیؒ نے سود درسود کے شکنجے میں پھنسے مسلمانوں کے واقعات کو بڑے دلدوز انداز میں پیش کیا۔ دعوت فکر وعمل دے کر مسلم فنڈ دیوبند کے ابتدائی اخراجات کے لئے ایک ہزار بیالیس روپے پچاس پیسے جمع کئے۔

مسلم فنڈ ٹرسٹ (بلاسود بینکاری) کا قیام: حضرت اقدس سید مدنی نے اس نقش اول اور نقطہ آغاز کو نقش ثانی کے طور پر تحریک کی شکل دینے کا عزم حضرت امیر الہندؒ نے فرمایا۔ چنانچہ حضرت مولانا السید اسعد مدنیؒ کی شخصیت نے دیوبند کی سرزمین پر ''مسلم فنڈ'' کے نام سے جو اقتصادی ادارہ قائم کیا۔ اس کو آپ کی ذات نے ترقی دینے اور آگے بڑھانے میں جس جذبے سے کام کیا وہ قابل تحسین ہے۔...... آج دیوبند میں ہی نہیں پورے ہندوستان میں مسلمانوں کی اقتصادی اور معاشی پس ماندگی کو دور کرنے کے لئے علاج کا ایک ایسا طریقہ تلاش کرلیا گیا ہے جس سے آنے والی نسلیں شفایاب ہوتی رہیں گی۔ چنانچہ ۳۹ سال کے اس طویل عرصہ میں ادارے کا ترقیاتی سفر مخلصانہ جدوجہد کے زیر سایہ کامیابی کی منزلیں طے کر رہا ہے۔ اس ادارے کا بنیادی مقصد تمام تعمیری اور ترقیاتی پروگراموں کو عملی جامہ پہنانا، کمزور طبقوں کو مضبوط کرنا، ان میں آبرومندی کے ساتھ جذبے کو بیدار کرنا اور مسلم معاشرے کے معاشی استحکام کو تقویت دینا ہے۔

نوٹ: صدیوں بعد عالم اسلام میں یہ بلاسود بینکاری کا نظام پہلی مرتبہ ایک منظم تحریک کی شکل میں عملاً دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ جو آج تک بڑی بڑی مسلم حکومتیں نہ کرسکیں تاحال پوری دنیا میں یہ ادارہ منفرد ہے۔　　(جاری ہے)